حج کے جدید فقہی مباحث

# جدید مسائل حج و عمرہ

از: مولانا مفتی محمد زبیر
دار الافتاء دار العلوم، کراچی نمبر۱۴

## استفتاء:۔

عرض یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے مسائل ہمارے کئی بزرگوں کی کتابوں میں مجتمعاً اور منفرداً ملتے ہیں مگر خاص حرمین شریفین سے متعلق کئی سارے مسائل ایسے ہیں جو اکھٹے کہیں نہیں ملتے۔ یہ مسائل ایسے ہیں جو حرمین شریفین میں ہر شخص کو پیش آتے ہیں چاہے وہ حج کے لئے گیا ہوا ہو، عمرہ کے لئے یا اس کے علاوہ صرف نماز پڑھنے کے لئے گیا ہوا ہو۔

میں الحمدللہ مدینہ منورہ میں رہتا ہوں مجھے اور میرے کئی ساتھیوں کو حرمین میں جانے کے بعد یہ مسائل کئی دفعہ پیش آتے رہتے ہیں اور ہم ساتھیوں نے اس بارے میں کئی نشستوں میں مذاکرہ بھی کیا ہے اور کئی دفعہ انفرادی طور پر مسائل بھی دریافت کئے ہیں مگر اجتماعی طور پر ہم سب ساتھیوں کی تسلی نہیں ہوئی اب ہم سب ساتھیوں نے مل کر یہ ایک سوال نامہ تیار کیا ہے۔

ازراہِ کرم اس کے مفصل و مدلل جوابات عنایت فرمائیں۔

سوال نمبرا:۔ زمزم کے پانی سے غسل اور وضو کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر۲:۔ بیت اللہ شریف میں داخل ہوتے ہی بعض حضرات تحیۃ المسجد کا اہتمام کرتے ہیں اس کی کیا حیثیت ہے؟ کیا اس موقع پر تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیئے یا طواف کرنا چاہیئے؟

سوال نمبر۳:۔ حرم مکی میں صف اول کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے یعنی عام طور سے حجر اسود سے الٹے ہاتھ کی طرف کبریٰ کے نیچے امام کھڑا ہوتا ہے تو کیا امام کے عین پیچھے جو پہلی صف ہے وہی صف اول سمجھی جائے گی یا دوسری طرف مثلاً میزاب رحمت کی طرف سے خانہ کعبہ کے ساتھ جو پہلی صف ہے وہ بھی صف اول شمار ہوگی وضاحت فرمائیں۔؟

سوال نمبر۴:۔ حرم مکی میں نماز پڑھنے کے دوران کوئی عورت آکر کھڑی ہو جاتی ہے سنا ہے کہ عورت ساتھ کھڑی ہو تو شاید نماز نہیں ہوتی، کئی دفعہ کوشش کے باوجود رش میں یہ صورت پیش آتی ہے شرعاً ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

سوال نمبر۵:۔ رمضان اور حج کے آیام میں کئی لوگوں کی صف بندی صحیح نہیں ہوتی؟ درمیان میں گول ہوتی ہوئیں صفوں میں بعض اوقات ستون وغیرہ کے پیچھے بعض لوگوں کا رخ عین کعبہ کی طرف نہیں ہوتا کیا حرم مکی میں ہر حال میں عین کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے اگر کسی کا عین کعبہ کی طرف رخ نہ ہوا تو پھر کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۶:۔حرم مکی شریف کے اطراف میں جو بلند وبالا عمارتیں تعمیر ہوئیں ہیں ان میں سے بعض عمارتوں میں ایک ہال بھی بنایا ہوا ہوتا ہے جہاں پر عمارتوں کے مکین یا کام کرنے والے یا بعض زائرین نمازیں وہیں ادا کرتے ہیں امام حرم مکی کی اقتداء میں، کیا وہاں نماز ادا ہوجائے گی؟ اسی طرح مختلف دکانوں اور عمارتوں میں لوگ حرم مکی کے امام کی اقتداء کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں اور حرم کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں کیا اس طرح ان کا نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کیا وہ حرم کی جماعت کا ثواب پاسکتے ہیں؟

سوال نمبر ۷:۔رمضان کی آخری راتوں میں قیام اللیل کے نام سے جو نفل، حرمین کے آئمہ پڑھاتے ہیں اس میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۸:۔دیگر مساجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کو ناجائز کہا جاتا ہے حرمین میں جو جنازہ کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۹:۔حرمین میں نمازی کے آگے سے گزرنے کا کیا حکم ہے؟ وہاں تقریباً ناممکن ہے کہ آدمی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

سوال نمبر ۱۰:۔حرمین شریفین کے اطراف میں باہر کا صحن، مسجد کی حدود میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر مسجد کی حدود میں ہے تو اس صحن میں خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۱۱:۔حرمین شریفین کے امام کی اقتداء میں عیدین کی نماز کا کیا حکم ہے وہ حضرات چونکہ حنبلی مسلک کے مقلد ہیں لیکن ہمارے حنفی بھائیوں کے لئے کیا طریقہ کار ہوگا؟

سوال نمبر ۱۲:۔ختم قرآن کے موقع پر بیس رکعت پوری ہونے پر دعاء ختم القرآن (نماز ہی میں) ہوتی ہے اس میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں یا نہیں؟ نیز ختم القرآن کی دعا نماز ہی میں شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۳:۔نماز جمعہ کے خطبہ میں جب دوسرے خطبے میں امام صاحب دعا کرتے ہیں تو اکثر لوگ حالت خطبہ میں ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں اس موقع پر ہاتھ اٹھانا شرعاً ثابت ہے؟

سوال نمبر ۱۴:۔حرم نبوی ﷺ میں کئی لوگوں سے سنا ہے کہ مسجد نبوی شریف کی چھت پر نماز پڑھنا خلاف ادب ہے کیا یہ درست ہے؟

سوال نمبر ۱۵:عورتوں کے لئے حرمین میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں اگر گھر میں پڑھنا افضل ہے تو عورتیں اگر نہ مانیں تو کیا کیا جائے

سوال نمبر ۱۶:۔حرمین میں بے شمار لوگ سحری وافطاری کرتے ہیں اور کافی سارے لوگ حرمین میں دن میں سوتے بھی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اگر ناجائز ہو تو کیا اعتکاف کی نیت سے یہ کام کرلینا یعنی افطاری اور آرام کرنا وغیرہ جائز ہوں گے یا نہیں؟

سوال نمبر ۱۷:۔حرمین میں اعتکاف کا کیا طریقہ ہے؟ کیا اعتکاف کے دوران پورے حرم مکی میں جہاں کہیں چاہیں پھر سکتے ہیں یا کوئی جگہ مخصوص کرنا ضروری ہے نیز نابالغ اور عورت بھی حرمین میں اعتکاف کرسکتے ہیں۔؟

سوال نمبر ۱۸:۔دوران طواف خانہ کعبہ کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ اور دوران طواف سینہ کعبہ کی طرف رہنے میں شرعاً کوئی حرج ہے؟

سوال نمبر ۱۹:۔کئی لوگ رکن یمانی پر پہنچ کر بوسہ یا استلام کرتے ہیں یعنی طواف کرنے والے وہاں رکن یمانی کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کونے کو ہاتھ لگاتے جاتے ہیں اور دور سے گزرنے والے صرف ہاتھ کے اشارے سے استلام کرتے جاتے ہیں اس طرح

رکن یمانی کا بوسہ یا استلام شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں کہ یہ واجب ہے، سنت ہے، یا مستحب؟

سوال نمبر۲۰:۔ بلا عذر ڈولی پر طواف کرنے کا کیا حکم ہے؟ یعنی بعض لوگ تو کسی مجبوری اور عذر کی وجہ سے پیسے دے کر ڈولی پر طواف کرتے ہیں اور بعض لوگ سہولت کی خاطر بغیر کسی خاص عذر پیسے دے کر ڈولی پر طواف کرتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۲۱:۔ کیا دوران طواف بات چیت کر سکتے ہیں بعض لوگ دورانِ طواف موبائل پر بات چیت کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

سوال نمبر۲۲:۔ طواف کے چکروں میں وقفہ کرنا کیسا ہے یعنی مثلاً دو چکر لگائے پھر بیٹھ گئے یا کچھ کھا، پی لیا یا کسی ضرورت سے باہر چلے گئے اور پھر کچھ وقت کے بعد کسی اور وقت آ کر وہ طواف مکمل کر لیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۲۳:۔ حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے وقت بعض لوگ رش، اور بھیڑ میں آگے بڑھنے کے لئے دھکم پیل کرتے ہیں بلکہ لوگ مزاحمت کرتے ہیں کیا حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ نیز کیا عورتوں کے لئے بھی حجرِ اسود کا بوسہ یا استلام ہے یعنی ان کو بھی شریعت میں حجرِ اسود کے بوسے اور استلام کی ترغیب دی گئی ہے؟

سوال نمبر۲۴:۔ طواف کے دوران بعض فقراء کے بچے زمین پر بیٹھتے رہتے ہیں جو بھیک مانگتے ہیں اور بعض فقراء چلتے ہوئے مانگتے رہتے ہیں تو ان کو پیسے دینے کا کیا حکم ہے؟ نیز دوران طواف ان کو پیسے دینے کی طرف متوجہ ہونے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟

سوال نمبر۲۵:۔ ہمارے بعض بھائی سخت رش کے اوقات میں بھی دوگانہ طواف مقام ابراہیم پر پڑھتے ہیں۔ جس سے طواف کرنے والوں کو سخت دشواری ہوتی ہے کیا دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے علاوہ دوسری جگہ پڑھنے سے ثواب میں کمی آتی ہے؟

سوال نمبر۲۶:۔ حرم مکی میں بعض قوموں اور ملکوں کے افراد مختلف ٹولیوں اور گروپوں کی شکل میں آتے ہیں ان میں سے ان کا ایک امیر ہوتا ہے جو ذکر یا دعا وغیرہ کا کوئی لفظ کہتا ہے تو سارے گروپ کے افراد وہ لفظ دہراتے چلے جاتے ہیں اس طرح طواف اور سعی کرتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح گروپ کی شکل میں طواف اور سعی کرنا اور بالجہر اذکار وغیرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۲۷:۔ مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) حرم شریف میں داخل ہے یا نہیں؟ اور کیا اوپر دوران طواف مسعیٰ کی طرف چلے جانے سے طواف میں کوئی نقص تو نہیں ہوگا؟

سوال نمبر۲۸:۔ عورت کو اگر دوران طواف حیض آ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۲۹:۔ کئی لوگ اپنے ساتھ اپنے نابالغ بچوں کو بھی عمرہ ادا کرنے کیلئے لاتے ہیں کیا نابالغ بچے کو بھی احرام باندھنا ضروری ہے۔

سوال نمبر۳۰:۔ عورت کا احرام کیا ہے؟ اور کیا احرام کے دوران اگر اس کا چہرہ کھلا رہے تو اس میں کوئی حرج ہے؟

سوال نمبر۳۱:۔ بلا عذر ویل چیئر (Wheal Chair) پر سعی کرنے کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۳۲:۔ مروہ پر بعض مرد اور عورتیں قینچی لئے کھڑے ہوتے ہیں جن میں سے بعض خود عمرہ کرنے والے بھی ہوتے ہیں وہ سر کے بالوں سے صرف چند بال کاٹ دیتے ہیں اس طرح کئی لوگ احرام سے فارغ ہو جاتے ہیں اب ہمارے ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے

بھی بعض لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی عمرہ سے فارغ ہوکر باب مروہ پر ہی اپنے سر کے چند بال کتروا لیتے ہیں کیا اس طرح کرنے سے ان کا احرام کھل جاتا ہے۔؟

سوال نمبر۳۳:۔ بیت اللہ کا ادب واحترام زیادہ تر ہم نے برصغیر کے حضرات میں دیکھا ہے مگر اکثر دوسری قوموں کے لوگ بیت اللہ کی طرف پیٹھ یا پیر کرکے لیٹ جاتے ہیں یا کعبہ کی طرف پیٹھ یا پیر پھیلا کر بیٹھ جاتے ہیں ان کو جب منع کیا جائے تو وہ دلیل کا مطالبہ کرنے لگتے ہیں شرعاً ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۳۴:۔ حرم کے باہر حضور اقدس ﷺ کی جائے پیدائش پر جہاں آج کل لائبریری قائم ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ وہاں جاکر دعائیں کرتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال نمبر۳۵:۔ حضور اقدس ﷺ اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام پیش کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے اور اس کے کیا آداب ہیں نیز صلوٰۃ وسلام کے بعد لوگ آپ ﷺ کے روزہ طیبہ ہی کی طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں جس پر وہاں کے حضرات منع کرتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۳۶:۔ دور سے مسجد نبوی ﷺ کے کسی بھی حصے میں کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا کیسا ہے؟ اکثر لوگ نماز کے بعد سنن ونوافل سے فراغت کے بعد چلتے وقت اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے روضہ شریف کی طرف رخ کرکے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کیا ان کا یہ فعل جائز ہے؟ اور کیا مسجد نبوی شریف میں جہاں سے بھی صلوٰۃ وسلام پیش کیا جائے آنحضرت ﷺ اسے سنتے ہیں؟

## الجواب:. حامداً ومصلیاً:

(۱) زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں تاہم استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

’’وفی الدر المختار ج ا صفحہ ۱۷۹ یرفع الحدث بماء مطلق وماء زمزم بلا کراهة وفی الشامیه تحته بلا کراهة أشار بذٰلک ألیٰ فائدة التصریح بهٖ مع دخوله فی قوله وابار وسیذکر الشارح فی اٰخر کتاب الحج أنه یکره الأستنجاء بماء زمزم لا الأغتسال فاستغید منه أن نفی الکراهة خاص فی رفع الحدث بخلاف الخبث‘‘.

(۲) مسجد حرام میں تحیۃ المسجد ’’طواف‘‘ ہی ہے لہٰذا جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو، چاہے وہ محرم ہو یا غیر محرم اس کے لئے نفل پڑھنے کے بجائے طواف کرنا مستحب ہے۔ ’’وفی غنیة الناسک ص ۱۰۹، وطواف تحیة المسجد وهو مستحب لکل من دخل المسجد محرما کان أو حلالاً (الخ).

(۳) امام کی جانب میں صفِ اول وہ ہے جو امام کے پیچھے ہے اور امام کے علاوہ باقی تین اطراف میں وہ صف اول ہیں جو خانہ کعبہ سے قریب تر ہیں (ماٰ خذ تبویب ۸۸،۱۶۵)

(۴) اس سوال کے جواب کے لئے منسلکہ فتویٰ ۵۵۴،۵۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) اس میں شرعی حکم یہ ہے کہ جن لوگوں کو خانہ کعبہ نظر آ رہا ہو ان کو تو بعینہ خانہ کعبہ یا اس کے کسی حصہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ اور جن کو خانہ کعبہ نظر نہ آ رہا ہو۔ ان کو بعینہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔ جہت کعبہ کی طرف رخ کرنا کافی ہے۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے کسی شخص کو خانہ کعبہ نظر نہ آ رہا ہو اور وہ خانہ کعبہ کی جہت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔

(وفی الدر المختار ج۱صفحہ ۴۲۸)''فللمکی (اصابة عینها) یعم المعاین وغیره لکن فی البحر أنه صعیف والأصح أن من بینة وبنها حائل کالغائب وأقره المصنف قائلاً، والمراد بقولی فللمکی مکی یعاین الکعبة(ولغیره)أی غیر معاینها(أصابة جهتها)بأن یبقی شئی من سطح الوجه مسامتاً للکعبةِ أو لهوائها الخ)وفی الشامیه تحته قوله(وأقره المصنفؒ) أی فی المتح لکن قال فی شرحه علی زادالفقیر أطلاق المتون والشروح والفتاویٰ یدل علی أن المذهب الراجح عدم الفرق بین ماأذاکان بینهما حائل أولا الخ)

(۶) اس سوال کے جواب کے لئے مسلکہ فتویٰ ۵۳، ۵۵۴ میں جواب نمبر ۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۷)قیام اللیل نفل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ الاستسقاء اور تراویح کے علاوہ کسی اور نفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا جب کہ مقتدی چار یا اس سے زائد ہوں، مکروہ ہے اور اگر مقتدی تین ہو تو کراہت میں اختلاف ہے البتہ ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ جماعت بلا کراہت جائز ہے۔ لہٰذا حنفیہ کے نزدیک اس طرح قیام اللیل کی جماعت درست نہیں لیکن حنابلہ کے مذہب میں چونکہ یہ درست ہے لہٰذا اگر کوئی شریک ہو گیا تو یہ نفل ادا ہو جائیں گے (تبویب ۶۷، ۵۰۵) وفی الدر المختار ج ۲، ص ۴۸، ولایصلّی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذٰلک علیٰ سبیل التداعی بأن یقتدی اربعة بواحد

(۸) اس سلسلے میں اصل شرعی حکم یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کسی عذر کے مکروہ ہے۔ خواہ اس کی کوئی بھی صورت اختیار کی جائے تفصیلی عبارات کے لئے فتاویٰ رحیمیہ دیکھئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو کہ مثلاً مسجد کے باہر کوئی میدان یا جنازہ گاہ نہ ہو یا جگہ تو ہو لیکن اتنی تنگ ہو کہ وہاں نمازِ جنازہ پڑھنے کی صورت میں کچھ صفیں مسجد کے اندر بھی بنانی پڑتی ہوں، یا باہر شارع عام ہو اور وہاں جنازہ پڑھنے سے آنے جانے والوں کا راستہ رک جاتا ہو تو ان تمام صورتوں میں عذر کی وجہ سے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ اور عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ جنازہ امام اور چند مقتدی مسجد کے باہر ہوں اور باقی نمازی مسجد کے اندر ہوں اور مسجد نبوی میں یہی صورت اختیار کی جاتی ہے لہٰذا ان اعذار کی بنیاد پر وہاں اس طرح نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے (مأخذ تبویب ۴۱۳، ۳۸) اور مسجد حرام میں اگرچہ میت اندر لائی جاتی ہے لیکن چونکہ وہاں مذکورہ بالا اعذار پائے جاتے ہیں اور سب لوگوں کا باہر نکل کر جنازہ پڑھنا تقریباً ناممکن ہے اور عذر کی بناء پر فقہاء نے مسجد کے اندر نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے لہٰذا حرم مکی شریف میں اس طرح نماز جنازہ پڑھنے کی گنجائش ہے۔ تاہم بغیر کسی عذر کے دوسرے مقامات کو حرمین شریفین پر قیاس کرنا درست نہیں۔ (وفی الشامیۃ ص۲/۲۲۴)

"انما تکره فی المسجد بلاعذر فان کان فلا الخ".

(۹) مسجد نبوی اور مسجد حرام نیز بڑی مساجد میں نمازی کے سامنے بغیر سترہ سے گزرنا جائز ہے لیکن کتنے فاصلہ سے گزرنا چاہئے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں راجح یہ ہے کہ اگر نمازی کے سامنے کوئی سترہ نہ ہو تو اس کے آگے اتنے فاصلہ سے گزرے کہ نمازی کی نگاہ اپنے سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے گزرنے والے پر نہ پڑے تجربے سے ثابت ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے نمازی کی نگاہ عموماً دوصف سے متجاوز نہیں ہوتی لہٰذا نمازی کے سجدہ کی جگہ سے دوصف آگے سے گزرنا جائز ہے (ماٴخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ ۷۹،۴۷،۳،۷ ایضاً احسن الفتاویٰ ۴۰۹،۳۷)

مسجد حرام میں طواف کرنے والوں کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنے کی گنجائش ہے کہ اگر کوئی شخص طواف کرتے ہوئے نمازی کے سامنے سے بغیر سترہ کے گزر جائے گو درمیان میں دوصف یا ایک صف کے بقدر فاصلہ نہ ہو تو یہ جائز ہے۔اسی طرح اگر کعبہ شریف سامنے ہو تو جو لوگ طواف نہیں کر رہے ہیں ان کے لئے بھی نمازی کے سامنے سے گزرنے کی گنجائش ہے لیکن جہاں کعبہ شریف سامنے نہ ہو وہاں پر نمازی کے سامنے سے گزرنے کا عام حالت میں وہی حکم ہے جو اوپر بڑی مساجد کے بارے میں لکھا گیا ہے لہٰذا حتی الامکان نمازی کے سامنے سے گزرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔تاہم اگر مجبوری ہو اور بچنے کی کوئی اور صورت نہ ہو تو اس حالت میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کی گنجائش ہے اگرچہ نمازی اور جائے سجدہ کے درمیان سے کیوں نہ ہو اور خواہ کعبہ کے سامنے ہو یا نہ ہو۔

”دفعاً للحرج فی الشامیہ ج ۲ ص ۵۰۱ وهو(عدم المنع)محمول علی الطائفين لان الطواف صلوٰة جصار كمن بين يديه صفوف من المصلين وقال ثم رأيت فی البحر العميق حكی عزالدين بن جماعة عن مشكلات الأثار للطحاوی أن المرور بين يدی المصلی بحضرة الكعبة يجوز اھ ماٴخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ دارالعلوم کراچی ۵۶،۴۸۵)

(۱۰) مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اطراف میں باہر کی طرف جو سفید سنگ مرمر کا صحن بنا ہوا ہے وہ فناء مسجد کے حکم میں ہے لہٰذا نماز کے لئے وہاں صفیں بنانا درست ہے لیکن دیگر احکام میں وہ مسجد کی طرح نہیں ہے اس لئے وہاں خرید و فروخت جائز ہے۔

”وفی الدرالمختار ج ا ص ۶۵۷ ن“(واماا لمتخذ لصلوٰة جنازة أو عيد)فهو مسجد فی حق جواز الأقتداء)وأن انفصل الصفوص رفقاً بالناس لا فی حق غيره(فحل دخوله لجنب وحائض) كفناء مسجد ورباط الخ .وفی الشامية تحته (قوله كفناء مسجد)هو المكان المتصل به ليس بينه وبينه طريق فهو كالمتخذ لصلوٰة جنازة أو عيد فماذكر من جواز الأقتداء وحل دخوله لجنب ونحوه وفی شرح فتح القدير ج۵ ص۱۰۱)الا يرىٰ ان فناء المسجد له حكم المسجد فی بعض الأشياء حتیٰ جاز أقتداء من فيه بمن فی المسجد ولا شك انه خارج الخ)

(۱۱) حرمین شریفین کے آئمہ کی اقتداء میں نماز عید پڑھنا درست ہے حنفی مقتدی، زائد تکبیرات میں بھی وہاں کے حنبلی امام کی اتباع کرے

”وفی الدرالمختار ج ۲ ص ۱۷۲“(ويصلی الأمام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهی ثلاث تكبيرات فی كل ركعة)ولو زاد تابعه الیٰ ستة عشر لأنه مأثور الخ. وفی الشامية(قوله ولوزاد تابعه الخ)لأنه تبع لأمامه فتجب

عليه متابعته وترک رأيه برأى الامام لقولهؐ انما جعل الامام ليئوتم به فلا تختلفوا عليه فما لم يظهر خطوه بيقين كان اتباعه واجباً ولا يظهر الخطاء فى المجتهدات فاما أذا خرج عن أقوال الصحابة فقد ظهر خطوه بيقين فلا يلزمه اتباعه الخ...... أقول يؤخذ منه أن الحنفى أذااقتدىٰ بشافعى فى صلوٰة الجنازه يرفع يديه لأنه مجتهد فيه فهو غير منسوخ لأنه قد قال به أئمة بلخ من الحنفية وسيأتى تمامه فى الجنائز الخ. (نیز دیکھئے احسن الفتاویٰ ج۴ صفحہ ۱۴۰)

(۱۲) نماز ہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا جائز نہیں نہ ثابت ہے لہٰذا اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔

(۱۳) خطبے میں جب امام صاحب دعا شروع کریں تو اس وقت حالت خطبہ میں لوگوں کے لئے ہاتھ اٹھانا اور زبان سے آمین کہنا جائز نہیں لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔"وفى الدرالمختار ج ۲، ص ۱۵۸ اذاخرج الامام فلا صلوٰة ولا كلام الىٰ تمامها الخ. وفى الشاميه (قوله ولا كلام)...... واذاشرغ فى الدعاء لا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تأمين باللسان جهرافان فعلوا ذٰلک أثموا وقيل أساؤ ولااثم عليهم والصحيح هوالاول وعليه الفتوىٰ الخ.

(۱۴) شرعاً مسجد نبوی شریف کی چھت پر نماز پڑھنے کے عدم جواز یا خلاف ادب ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے لہٰذا مسجد نبوی کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ تاہم اگر کوئی اپنے ذوق کی بناء پر روضہ اقدس کے قریب والے حصے میں چھت پر نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔

(۱۵) حرمین شریفین میں بھی خواتین کے لئے اپنے گھر میں ہی نماز پڑھنا افضل ہے اور انہیں حکمت وموعظہ حسنہ کے ساتھ یہ بات سمجھانی چاہئے۔ تاہم اگر وہ نماز کے وقت مسجد میں خواتین کی مقررہ جگہ پر ہوں اور جماعت شروع ہوجائے تو جماعت کے ساتھ شریک ہونا درست ہے بلکہ ایسی صورت میں مسجد کی جماعت میں ہی شریک ہونا چاہئے۔"فى البدائع ص ۱۱۳ ج ۲، مسجد بيتهاله حكم المسجد فى حقها فى حق الاعتكاف لأن له حكم المسجد فى حقها فى الصلوٰة لحاجتها الىٰ أحراز فضيلة الجماعة فاعطى له حكم مسجد الجماعة فى حقها حتىٰ كانت صلوتها فى بيتها أفضل علىٰ ماروىٰ عن الرسول اللهﷺ أنه قال،صلوٰة المرأة فى مسجد بيتهاأفضل من صلوتها فى مسجد دارهاوصلوتها فى صحن دارها أفضل من صلوتها فى مسجد حيها الخ وفى الدرالمختار: ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد و وعظ مطلقاًولوعجوزاًليلاً على المذهب المفتىٰ به لفسادالزمان الخ.

(۱۶) مسجد حرام اور مسجد نبوی کے باہر کا جو حصہ، حدود مسجد میں شامل نہیں۔ ان میں سحری، افطاری وغیرہ کرنا جائز ہے اور مسجد کے اندر مسافرین اور معتکفین کے لئے سحری، افطاری اور آرام کرنے کی گنجائش ہے۔ تاہم غیر مسافر اور غیر معتکف کے لئے بغیر نیت اعتکاف کے یہ افعال کرنا درست نہیں لیکن اگر اعتکاف کی نیت کر کے سحری افطاری کرے تو اس کی گنجائش ہے مگر مسجد کا ادب اور اسے زیادہ ملوث ہونے سے بچانے کا خیال رکھنا بہر صورت لازم ہے۔

''وفی الهندیة ج ۵ ص ۳۲۱،ویکره النوم والاکل فیه لغیر المعتکف وأذا أراد أن یفعل ذلک ینبغی أن ینوی الأعتکاف فیدخل فیه ویذکر الله تعالیٰ بقدر مانویٰ أو یصلی ثم یفعل ماشاء کذافی السراجیة ولا بأس للفریب ولصاحب الدار أن ینام فی المسجد فی الصحیح من المذهب والأحسن أن یتورع فلا ینام الخ(هندیة فصل فی اذاب المساجد)

(۱۷) حرمین میں اعتکاف کے دوران جہاں تک مسجد کی حدود میں وہاں تک معتکف چل پھر سکتا ہے اور حرم مکی شریف میں اندر کا مکمل حصہ اوپر نیچے مسجد کی حدود میں شامل ہے جس میں معتکف جہاں رہنا یا جانا چاہے جا سکتا ہے معتکف کے لئے مسجد کے اندر کسی ایک جگہ کو مخصوص کر لینا ضروری نہیں۔تاہم حرم مکی شریف میں باہر کا سفید سنگ مرمر والے فرش کا حصہ چونکہ مسجد کا حصہ نہیں لہٰذا وہاں معتکف کے لئے بغیر کسی طبعی وشرعی ضرورت کے جانا جائز نہیں اسی طرح مسعیٰ یعنی سعی کی جگہ مسجد حرام کا حصہ نہیں اس سے خارج ہے لہٰذا وہاں بلا ضرورت دوران اعتکاف جانا جائز نہیں۔اور نابالغ اگر سمجھدار اور عاقل ہو اور مسجد کے آداب وغیرہ کو سمجھتا ہو تو وہ عام مساجد اور حرمین شریفین میں بھی اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے،تاہم عورت کے لئے مسجد اور حرمین میں اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے عورت اپنے گھر کی مسجد (گھر میں نماز کے لئے مخصوص کی گئی جگہ یا ایسی جگہ نہ ہونے کی صورت میں گھر میں یہی کوئی جگہ مخصوص کر کے اس میں ہی اعتکاف کرے

''وفی الدر المختار ج ۲ صفحه ۴۴۰ هولغةاللبث وشرعاً لبث(ذکراً)ولو ممیزاًفی مسجد جماعة الخ وفی الشامیة(قوله ولو ممیزاً)فالبلوغ لیس بشرطٍ کما فی البحر عن البدائع الخ.وفیه أیضاً ص ۴۴۱، ج ۲.أو لبث (امرأة فی مسجد بیتها)ویکره فی المسجد (قوله فی مسجد بیتها)قال الشافعیؒ تحته وهو المعد لصلوتها الذی یندب لها الخ.(وقوله ویکره فی المسجد)ای تنزیهاً کماهو ظاهر البنایة نهر وصرح فی البدائع بأنه خلاف الأفضل الخ)

(۱۸) طواف کے دوران چہرہ یا نگاہ خانہ کعبہ کی طرف کرنا خلاف ادب ہے اس میں اصل حکم اور ادب یہ ہے کہ طواف کرنے والا دوران طواف اپنی نظر چلنے کی جگہ رکھے تاکہ ادھر ادھر دھیان نہ بٹے اور یکسوئی سے طواف ادا ہو جائے۔اور دوران طواف حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے اور طواف کا کچھ حصہ بھی اگر اس طرح ادا کیا کہ سینہ یا پشت خانہ کعبہ کی طرف رہی تو اتنے حصہ کے طواف کا اعادہ کرنا لازم ہے۔چنانچہ حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کا طریقہ بھی حضرات فقہاء کرامؒ نے یہ لکھا ہے کہ استلام کے وقت جب بیت اللہ کی طرف منہ کرے تو اپنے دونوں قدم اپنی جگہ قائم رکھنے چاہئیں اور جب استلام سے فارغ ہو جائے تو چلنے سے پہلے یعنی کھڑا ہونے کی حالت میں اپنے دائیں طرف گھوم جائے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب کر لے اور اسی حالت پر ہو جائے جس پر طواف کرتے ہوئے بیت اللہ کی طرف منہ کرنے سے پہلے تھا تاکہ طواف کا کچھ حصہ بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں نہ طے ہو۔لہٰذا دونوں طواف حجر اسود اور رکن یمانی کے استلام کے علاوہ سینہ یا پشت بیت اللہ کی طرف رکھنے سے

احتراز کرنا لازم ہے۔(ماخذہ تبویب ۳۶/۱۴۵۵ و احسن الفتاویٰ) وفی غنیۃ الناسک ص ۶۰ ۔ لیس شئی من الطواف یجوز عند نامع استقبال فاذااستقبله عند استلام الركنين ينبغي ان يقر قدميه في موضعهماحالة الاستقبال...... لانه لوزالت قدماه عن موضعهما ألى جهة الباب ولوقليلاً في حال استقباله ثم مضىٰ من هناک فی طوافه لکان قد قطع جزأمن مطافه وهو مستقبل البيت. وفيه ايضاً(ص ۶۱) وكذٰلک يجب عندنا أن يقرقدميه في موضعهما لانه وأن لم يبطل ذٰلک المقدارمن طوافه عندنا لكنه يكره تحريماً لحصوله في حال استقبال البيت كما نبهنا عليه في الشرط الرابع. وفي الدرالمختار ص ۱۶۷، ج ۲ وأخذ الطائف عن يمينه مما يلى الباب فتصير الكعبة عن يسارة ولو عكس أعاد ما دام بمكة فلورجع فعليه دم الخ، وفي الشامية قوله ولوعكس بأن أخذ عن يساره وجعل البيت عن يمينه وكذا لواستقبل البيت بوجهه اواستدبره وطاف معترضاً كما في شرح اللباب.

(۱۹) رکن یمانی کا استلام ہے تقبیل یعنی بوسہ نہیں ہے لہٰذا دوران طواف رکن یمانی سے گزرتے ہوئے اگر کسی کو استلام یعنی رکن یمانی کو دونوں ہاتھ سے یا داہنے ہاتھ سے چھونے کا موقع مل جائے تو استلام کرنا چاہئے اور یہ استلام مستحب ہے(جس کا مفصل طریقہ جواب نمبر۱۹ میں گزر چکا ہے)اور اگر اس کا موقع نہ ملے تو اشارہ کرنا درست نہیں مکروہ ہے اس لئے بوسہ دینے یا استلام کا موقع نہ ملنے کی صورت میں اشارہ کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔(دیکھئے زبدۃ المناسک ص۱۱۹)ویستحب استلام الركن اليماني في كل شعطٍ متوسط اللباب صفحه ۶۹۳ بحواله زبده صفحه ۱۱۹)وفي غنية الناسک ويستحب ان يستلم الركن اليماني كلما اتى به بلا تقبله. وفيه ايضاً ص ۱۲۶ واما مكروهاته(اى الطواف)...... الأشارة الى الركن اليماني الاعلى روايةمحمدؒ.. لا يشرع التقبيل الا للحجر الاسود وكذا اعتبة الكعبة بعد طواف الصدرعندنا وكذٰلک الركن اليماني علىٰ رواية محمدؒ.

(۲۰) عذر کی بناء پر تو سوار ہو کر یا ڈولی وغیرہ میں بیٹھ کر طواف کرنا جائز ہے لیکن بلاعذر سوار ہو کر طواف کرنا جائز نہیں، اور بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کرنے کی صورت میں اعادہ لازم ہوگا اگر اعادہ کر لیا تو دم وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا۔اور اگر اعادہ نہ کیا تو عمرہ کا طواف کرنے کی صورت میں ایک چکر بھی بلاعذر سوار ہو کر کر لیا تو دم واجب ہوگا۔اور طواف صدر طواف قدوم یا نفل طواف ہونے کی صورت میں اکثر یعنی چار یا اس سے زائد چکر بلاعذر سوار ہو کر کرنے کی صورت میں دم واجب ہوگا اور اقل چکر یعنی تین یا اس سے کم چکر بلاعذر سوار ہو کر کر لئے تو اس صورت میں ہر چکر کے بدلے صدقہ دینا واجب ہوگا۔(ماخذہ تبویب ۴۹۴،۸۴)"في غنية الناسک ص،،، ۶۰.

......الخامس المشى فيه للقادر فلو طاف للزيارة اوالعمرة راكبا أومحمولاً أو زحفا بلا عذر فعليه الأعادة أوالدم، وأن كان بعذر لاشئى عليه وفيه ايضاًص ۱۴۷، لا مدخل في طواف العمرة للبدنة ولاللصدقة. وفي مناسک ملاعلى القاريؒ واجبات الطواف المشى واجب عندناوفي الغنية صفحه ۱۴۸، كل طواف يجب في

کلـه دم ففـي اكثـره دم وفـي أقله صدقة الافي طواف العمرة فقليله وكثيره سواء متىٰ طاف أى طواف مع أى نقـصـان الخ. وكذا في مناسک ملا علی القاریؒ ۲۳۸)وفي الغنية ص ۶۰،ولو شرع في التطوع ماشياًثم طافه زحـفـاً يـنـبـغـي أن تجب صدقة لأنه اذا شرع فيه وجب فوجب المشي وكذا لو طاف للصدر راكباً أو محمولاً بلاعذر ينبغي أن تجب صدقة.

وفي الهندية ج ۱ /صفحه ۲۴۷ ولوطاف راكباً أومحمولاً أو سعىٰ بين الصفا والمروة راكباً أو محمولاً أن كان ذٰلک من غيرعذر فما دام بمكة فانه يعيدوأذا رجع الىٰ أهله فانه يريق لذٰلک دما عندنا وكذافي حياة القلوب صفحه ۱۵۱.

(۲۱)صرف بقدرِضرورت بات چیت کرسکتے ہیں اور موبائل پر بھی ضرورت کے مطابق صرف بہت ضروری بات چیت کرنے کی گنجائش ہے وفـي الـغنيةص ۱۲۵،واما مباحات الطواف فالسلام......ولابأس بأن يتكلم فيه بكلام يحتاج أليه بقدر الحاجة ويشرب ويفعل كل ما يحتاج أليه الخ.

(۲۲)اصل یہ ہے کہ طواف میں موالات یعنی پے در پے چکر لگائے جائیں اور بغیر کسی عذر کے وقفہ کرنا جائز نہیں تاہم اگر کوئی ضرورت ہومثلاً بیماری یا شدید تھکاوٹ یا کسی تکلیف کی بناء پر کچھ بیٹھ گئے یا کچھ کھاپی لیایا کسی ضرورت مثلاً قضاء حاجت وغیرہ کے لئے باہر چلے گئے تو اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ ایسی صورت میں وہ ضرورت پوری کر کے فوراً اپنا طواف آ کر مکمل کرنا چاہئے۔

"وفـي الغنية صفحه ۱۲۰،والموالاة بين أسواطه وأجز الاسواط لكن المراد بها الموالاة العرفية لأنه يقع فيها مطلق الفاصلة لتجويزهم الشرب ونحوہ في الطواف.وفيه أيضاً صفحه ۱۲۶.

(۲۳) حجرِ اسود کا بوسہ بڑی سعادت ہے تاہم فقہی اعتبار سے بوسہ لینا سنت ہے اور کسی کو تکلیف دینا ناجائز اور گناہ ہے لہٰذا بوسہ لینے کے لئے دھکم پیل یا مزاحمت کرنا اور کسی کو تکلیف پہنچانے سے احتراز کرنا لازم ہے۔اور عورتوں کے لئے بھی حجرِ اسود کا بوسہ مشروع ہے لیکن انہیں چاہئے کہ وہ کسی ایسے وقت میں اس کام کے لئے جائیں جس وقت رش کم ہو اور مردوں کے درمیان گھسنے،تکلیف دینے اور دھکم پیل سے مکمل احتراز کی حتی الامکان کوشش کریں۔

(۲۴)دورانِ طواف فقیر کو کچھ دینے کے لئے متوجہ ہونے سے طواف میں تو کوئی حرج واقع نہیں ہوتا لیکن مسجد میں فقیر کو کچھ دینے نہ دینے کا شرعی حکم یہ ہے کہ چونکہ مسجد میں مانگنا جائز نہیں لہٰذا مسجد میں سوال کرنے والے کو دینا بھی بعض کے نزدیک علی الاطلاق جائز نہیں اور بعض کے نزدیک اس وقت ممنوع ہے جب کہ وہ سائل نمازیوں کی گردنوں کو پھاندتا ہو یا وظیفہ وقرآن پڑھنے والے یا طواف کرنے والے کا دل بٹتا ہو تو ایسی صورت میں بلا اختلاف اس کے لئے مانگنا اور اسے دینا ناجائز ہے۔(تبویب ۳۹،۲۴۴۸)

"وفي المرقاة ص ۱۹۹ /ج ۲ وكـان بـعـض السلف لايرىٰ أن يتصدق على السائل المعترض في المسجد ولا

بأس بأعطاء السائل فيه شيئاً للحديث الصحيح هل أحد منكم اطعم اليوم مسكيناً فقال أبوبكرؓ دخلت المسجد فاذا ان بسائل فوجدت كسره خبز فی يد عبد الرحمٰن فاخذتها فد فعتها أليه. لادلالة فی الحديث علیٰ انه كان سائلاً وانما الكلام فيه وقد قال بعض السلف لا يحل أعطاؤه فيه لما فی بعض الآثار ينادی يوم القيٰمة ليقم بغيض الله فيقوم سوأل المسجد وفصل بعضهم بين من يؤذی الناس بالمروة ونحوه فيكره أعطاء ه لان السوال كانوا يسئلون علیٰ عهد رسول الله ﷺ فی المسجد حتی يریٰ ان عليا كرم الله وجهه تصدق بخاتمة وهوفی الركوع فمد حه الله بقوله يؤتون الزكوٰة وهم راكعون وفيه انه ليس فی الحديث ولا الأ ية أن أعطاء علیٰ كان فی المسجدو الظاهر أن الخلاف خلاف عصر وزمان لاختلاف السائلين وكذا فی ردالمختار ج ۱/صفحه ۴۴۳(احكام المساجد).

(۲۵) دوگانہ طواف پڑھنا واجب ہے اور مقام ابراہیم کے پیچھے (یا اس کے قریب) یہ دوگانہ پڑھنا مستحب ہے تاہم اگر رش ہو تو مقام ابراہیمؑ پر ہی دوگانہ طواف پڑھنے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ پورے حرم میں جہاں چاہیں یہ نماز پڑھ سکتے ہیں اور رش کی وجہ سے ہٹ کر پڑھنے سے ثواب میں بھی انشاء اللہ کمی نہیں ہوگی۔

(۲۶) راستہ بھٹکنے یا ساتھیوں سے جدا ہونے سے بچنے کے لئے گروپ کی شکل میں طواف وسعی کرنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں ہے البتہ اگر اس میں تشویش ہو تو پھر اس کے بجائے انفرادی طور پر طواف کرنا چاہئے۔ اور طواف کی حالت میں ذکر افضل ہے مگر بلند آواز سے ذکر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے دوسرے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو تشویش لاحق ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے تحریر فرمایا:

**مسئلہ:** طواف کی حالت میں ذکر افضل ہے اور تلاوت قرآن بھی جائز ہے مگر ذکر و تلاوت اور دعا بلند آواز سے نہ کرے تا کہ دوسرے طواف کرنے والوں کو تشویش نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ معلموں کا شور وشغب جو لوگوں کو دعائیں پڑھانے کے لئے ہوتا ہے اچھا نہیں (احکام حج صفحہ ۵۱)

(۲۷) اس سوال کے جواب کے لئے منسلکہ فتویٰ ۵۰۱،۳۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۸) حالت حیض میں طواف کرنا منع ہے اگر طواف سے پہلے حیض آئے تو ایسی حالت میں مسجد جانا ہی جائز نہیں اور طواف کے دوران حیض آئے تو اسی وقت طواف منقطع کر کے مسجد سے نکل جائے اور پاک ہونے کے بعد طواف مکمل کرے۔

(تفصیل کے لئے زبدۃ المناسک صفحہ ۳۷۰ ملاحظہ فرمائیں)

(۲۹) نابالغ بچے کو احرام باندھنا ضروری نہیں ہے اور اگر اس کو احرام باندھا جائے تو اسے محظورات یعنی ممنوعات احرام سے بچانا ضروری ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل کر لیا جو احرام میں منع ہے تو اس کی وجہ سے اس پر یا اس کے ولی پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔

(وفی مناسک ملاعلی القاری صفحہ ۱۱۳)'' فصل فی أحرام الصبی ''وینبغی لولیه أن یجنبه أی یحفظه ویبعده من محظورات الاحرام کلبس المخیط واستعمال الطیب ونحوهما (وأن ارتکب)أی الصبی شیئاً من المحظورات(لا شئی علیه)أی ولوبعد بلوغه لعدم تکلیفه قبله ولا علیٰ ولیه الخ.

(نیز دیکھئے زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک صفحہ ۹۸)

(۳۰)عورت حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے لہٰذا اس کے سلے ہوئے پاک کپڑے ہی عورت کا احرام ہے تاہم اس کا خیال رکھنا لازم ہے کہ حالت احرام میں چہرے پر کپڑا نہ لگے کیونکہ عورت کے لئے حالت احرام میں اپنے چہرہ پر کپڑا لگانا منع ہے۔

حضورﷺ نے ارشادفرمایا:''المحرمة لا تنتقب ( محرمہ عورت چہرہ پرنقاب نہ ڈالے )(ابو داؤد باب مایلبس المحرم کتاب الحج)(وکذا فی الترمذی باب ماجاء فیما لایجوز للمحرم لبسه) البتہ نامحرم مردوں سے پردہ کرنا بھی اپنی جگہ ضروری ہے اس لئے احرام کی حالت میں سر پر کوئی ھیٹ وغیرہ لگا کر اس کے اوپر نقاب ڈالنا چاہئے تا کہ چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔(وفی مسند احمد وابی داؤد)

''کان الرکبان یمرون بناونحن مع رسول اللهﷺ محرمات فاذا حاذوابنا سدلت احدانا جلبا بها من رأسها علیٰ وجهها فاذا جاوزنا کشفناه.وفی مصنف أبن أبی شیبه ج ۷ صفحه ۹۱)أن علیا کان ینهی النساء عن النقاب وهن حرم ولکن یسدلن الثوب عن وجوههن سدلاً لخ وراجع للتفصیل ألی الدرالمختارمع ردالمحتار ج ۲ صفحه۵۲۷،والبحرّ الرائق ج ۲ صفحه ۳۵۵.

(۳۱)بلاعذر سوار ہوکر سعی کرنا درست نہیں اگر کسی نے بلاعذر سوار ہوکر سعی کے ساتوں یا اکثر چکر ادا کئے تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر چار سے کم چکر بلاعذر سوار ہوکر کئے تو چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا معلم الحجاج صفحہ ۲۴۶ وفی مناسک ملاعلی القاریؒ ص ۱۷۸.

فصل فی واجباته أی واجبات السعی منها أو أولها اکمال عدده سبع مرات والمشی فیه فان سعی راکباً أو محمولاً أوزاحفاً بغیر عذر فعلیه دم ولو بعذرٍ فلا شئی علیه الخ ،(وکذا فی التبویب ۱۶ ،۲۶۸)وکذا فی أرشاد الساری ص ۱۵ والحج والعمرة فی الفقه الاسلامی نیز حوالہ کے لئے زبدۃ المناسک ص ۱۴۶ اور معلم الحجاج ص ۲۴۶ دیکھئے۔

(۳۲)حلال ہونے کے لئے سر کے بالوں سے صرف چند بال کٹوالینا درست نہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر بال چھوٹے ہوں یعنی ایک پورے کے برابر بال نہ کاٹے جاسکتے ہوں تو حلق کروائے یعنی استرہ پھروائے اور اگر بال بڑے ہوں تو اسے اختیار ہے چاہے حلق کروائے چاہے قصر کروائے اور قصر میں اس کا خیال رکھنا لازم ہے کہ کم از کم ایک چوتھائی سر کے بالوں کو ایک پورے کے برابر ضرور کتروایا جائے اگر ایک چوتھائی سے کم بالوں کو چھوٹا کروایا یا ایک چوتھائی بالوں کو ایک پورے سے کم چھوٹا کروایا تو اس سے وہ

حلال نہیں ہوگا۔وفی غنیۃ الناسک ص ۱۷۳۔"والتقصیر أن یأخذ من رووس شعرہ مقدار الانملة(هداية)ومراده ان یاخذ من كل شعرة مقدار الانملة (محيط) ومراده أن ياخذ من كل شعر الربع وجوباً أومن الكل ندباً "(دروشرنبلالیہ)فأقل الواجب في التقصير قدر الانملة من جميع شعر ربع الرأس كما صرح في اللباب(وكذا في التبويب ۳۵۰، ۵۶)اورآپ نے لکھا ہے کہ بال کاٹنے والوں میں سے بعض خودعمرہ کرنے والے بھی ہوتے ہیں تواس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر بال کاٹنے والا ایسا محرم ہے کہ جو کام حلق سے پہلے کرنے تھے وہ کر چکا ہے اوراب اس کا صرف حلق باقی رہتا ہے اور یہ حلق کروانے والا بھی ایسا ہی ہے یعنی دونوں ایسے ہیں کہ اب انہیں سوائے حلق کے اور کوئی کام نہیں کرنا تو یہ جائز ہے اور دونوں پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔(دیکھئے تفصیل کے لئے زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۱۹۷، صفحہ ۱۹۸)

(۳۳) کعبہ کی طرف پیر پھیلانا خلاف ادب ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے لیکن کوئی شخص اگر کعبہ کی طرف پیر پھیلائے تواس سے بحث نہیں کرنی چاہئے۔"وفی الھندیہ ج ۵ صفحہ ۳۱۹"(ويكره مد الرجلين ألى الكعبة فى النوم وغيره عمداً) اس جگہ پر دعا کی قبولیت کا ذکر قرآن وحدیث میں تو نہیں آیا اور بعض حضرات نے حرم میں قبولیت دعا کے جو مقامات لکھے ہیں ان میں بھی اس مقام کا ذکر نہیں ملا۔تاہم اگر کسی بزرگ کا تجربہ ہوتواس کی بناء پر کوئی کرلے تو درست ہے مگر خاص اس جگہ پر لازمی طور سے قبولیت دعا کا عقیدہ رکھنا اور لوگوں کو خاص اسی مقام پر دعا کی ترغیب دینا درست نہیں اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔

اور صلوٰۃ وسلام کے بعد روضہ طیبہ ہی کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا درست ہے جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا: "پھر آگے بڑھ کر چہرہ مبارک کے مقابل کھڑا ہو کر جو کچھ ہوسکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے خصوصاً اپنے اور والدین اور عام مسلمانوں کے واسطے دعا کرے(احکام حج صفحہ ۱۱۶)بشرط یہ کہ دعا صرف اللہ سے ہی ہو کوئی شرکیہ کلمہ زبان سے نہ نکلے ہاں البتہ حضور ﷺ کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا درست ہے تاہم اگر کوئی آپ ﷺ سے ہی مانگنے کے شائبہ سے بچنے کے لئے اپنا رخ کعبہ کی طرف کرلے تو یہ بھی درست ہے البتہ ایسی صورت میں آپ ﷺ کی طرف پیٹھ کرنے سے ادباً احتراز کرنا چاہئے۔

(۳۴)اس سوال کے جواب کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

**مسئلہ:۔**

اگر کسی وقت خاص مواجہہ شریف پر حاضری کا موقع نہ ملے تو روضہ اقدس کے کسی طرف بھی کھڑے ہو کر یا مسجد نبوی ﷺ میں کسی جگہ سے سلام عرض کرسکتا ہے۔اگر چہ اس کی وہ فضیلت نہیں جو سامنے ہو کر سلام عرض کرنے کی ہے

(احکام حج صفحہ ۱۱۷)

**واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔**